رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جسکو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

ہفتہ وار

قادیان

الحکم

اخبار

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مدیر اعلیٰ:۔ شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

مدیر مسئول:۔ شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

چندہ سالانہ
حکومت و والیان ریاست سے ۱۲
امراء و رؤساء سے ... ۱۰
معاونین سے ... ۸
عوام سے ...
ممالک غیر سے ...

المشتہر
...

۷۔۱۴۔۲۱۔۲۸ تاریخ کو خدا کے فضل سے شائع ہوتا ہے

قیمت فی پرچہ ۲

جلد ۴۱ | مورخہ ۲۸ ستمبر سنہ ۱۹۳۸ء مطابق ۲ شعبان سنہ ۱۳۵۷ھ | نمبر ۳۳

فرمودات حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ السلام

ایمان کیساتھ عمل ضروری ہے شرعی اور کونی اوامر

فرمایا:۔ اسلام کا دعویٰ کرنا اور میرے ہاتھ پر بیعت توبہ کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ کیونکہ جب تک ایمان کے ساتھ عمل نہ ہو کچھ نہیں۔ منہہ سے دعویٰ کرنا اور عمل سے اس کا ثبوت نہ دینا خدا تعالےٰ کے غضب کو بھڑکاتا ہے اور اس آیت کا مصداق ہو جاتا ہے۔ یاایھا الذین امنوا لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون۔ یعنی اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو۔ جو تم نہیں کرتے ہو۔ یہ امر کہ تم وہ باتیں کہو جن پر تم عمل نہیں کرتے خدا تعالےٰ کے نزدیک بڑے غضب کا موجب ہیں۔ پس وہ انسان جس کو اسلام کا دعویٰ ہے۔ یا جو میرے ہاتھ پر توبہ کرتا ہے۔ اگر وہ اپنے آپ کو اس دعویٰ کے موافق نہیں بناتا۔ اور اس کے اندر کھوٹ رہتا ہے۔ تو وہ اللہ تعالےٰ کے بڑے غضب کے نیچے آجاتا ہے۔ اس سے بچنا لازم ہے۔

فرمایا:۔

اوامر کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک امر شرعی ہوتا ہے جس کے برخلاف انسان کرسکتا ہے۔ دوسرے اوامر کونی ہوتے ہیں۔ جس کا خلاف ہو ہی نہیں سکتا۔ جیسا کہ فرمایا۔ قلنا یا نار کونی بردا و سلما علی ابراھیم۔

اس میں کوئی خلاف نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ آگ اس حکم کے خلاف ہرگز نہ کرسکتی تھی۔ انسان کو جو حکم اللہ تعالےٰ نے شریعت کے رنگ میں دیئے ہیں۔ جیسے

اقیموا الصلوٰۃ نماز کو قائم رکھو۔ یا فرمایا واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ

ان پر جب وہ ایک عرصہ سے قائم رہتا ہے۔ تو یہ احکام بھی شرعی رنگ سے نکل کر کونی رنگ اختیار کر لیتے ہیں۔ اور پھر ان احکام کی خلاف ورزی وہ کر ہی نہیں سکتا۔

درخواست دعاء

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو خدا تعالےٰ کے فضل سے اسہال سے آرام ہے۔ البتہ بخار، ضعف اور سر درد کی تکلیف ہنوز ہے۔ احباب حضرت ممدوحہ کی صحت کیلئے دعا فرماتے رہیں۔ تاکہ یہ بابرکت وجود دیر تک قائم رہے۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کو پیشاب کی بہت تکلیف ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔

حضرت ڈاکٹر میر اسمٰعیل صاحب کی اہلیہ صاحبہ بیمار ہیں۔ احباب اُن کی صحت کے لئے دعا کریں۔

شیخ محمود احمد صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم چند دن تک قادیان پہنچ جائیں گے۔ اور آئندہ ۷ اکتوبر کا اخبار اُن کی زیر نگرانی ایڈٹ ہوگا۔ احباب ان کی صحت کے لئے بھی درد دل سے دعا فرماویں۔

(محمد ابراہیم علی عرفانی)

(بقایا داران اپنا بقایا جلد صاف کریں)

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد صاحب عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپکر دفتر اخبار الحکم تراب منزل قادیان سے شائع ہوا

حسن و احسان میں یکتا محبوب کی سیرت کے چند ٹکڑے

(از قلم ملک عزیز احمد صاحب)

(۱)

میری پیدائش ۸ رجون ۱۸۹۸ء ہے۔ مگر جب حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا وصال ہوا۔ اسوقت میری عمر قریبًا دس سال تھی۔ مگر مجھے اچھی طرح سے یاد ہے۔ کہ ۱۹۰۷ء میں میرا ایک بڑا بھائی فوت ہو گیا تھا جس کی وجہ سے میرے والدین کو ایک صدمہ گذرا۔ اگرچہ والدین نے اپنی طرف سے بہت صبر اور تحمل اور اللہ تعالےٰ کی رضا پر شاکر رہنے سے کام لیا۔ عین انہی ایام میں جناب شیخ غلام احمد صاحب واعظ مرحوم تشریف لے آئے۔ ان کا قیام عمومًا ہمارے ہاں ہی ہوا کرتا تھا۔ انہوں نے میرے والدین کی بہت دلجوئی سے کام لیتے ہوئے والد صاحب کو کچھ مدت کے لئے رخصت لے کر قادیان میں جا کر رہنے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ حضرت والد صاحب مرحوم فورًا ان کے مشورہ پر دو ماہ کی رخصت لیکر ہم سب کو قادیان لے آئے۔ قادیان میں ہمارے ٹھہرنے کے لئے وہ مکان تجویز ہوا جسمیں آجکل حضرت پیر منظور محمد صاحب مؤلف قاعدہ یسرنا القرآن رہتے ہیں۔ اُن ایام میں اس مکان کے شرقی حصہ کیطرف جہاں قاضی اکمل صاحب کا مکان اور دفتر مصباح ہیں۔ کوئی مکان نہ تھا۔ بلکہ وہاں جناب میر ناصر نواب صاحب کا کھیت ہوتا تھا۔ اور عمومًا لوگ وہاں کوڑا کرکٹ پھینک دیا کرتے تھے۔ میں اسوقت غالبًا پرائمری کی چوتھی جماعت میں پڑھا کرتا تھا۔ اور انگریزی جناب مولانا عبدالرحیم صاحب نیّر پڑھایا کرتے تھے۔ اور کبھی کبھی ایسے لڑکوں کو جو پڑھائی میں کمزور تھے۔ رات کو بھی آپ سب کو اکٹھا کر کے احمدیہ سکول کے کسی کمرہ میں جو ان دنوں ہائی سکول تھا پڑھا دیا کرتے تھے میں بھی شامل ہو جایا کرتا تھا۔ ایک دن رات کو جب میں پڑھنے کیلئے جا رہا تھا۔ اس جگہ پر جہاں کہ اب اکمل صاحب کا مکان ہے خوف سا پیدا ہوا۔ اور اس کی وجہ سے مجھے کلاس روم تک پہنچتے پہنچتے اس قدر لرزہ طاری ہوا۔ کہ جناب نیّر صاحب نے دو تین لڑکوں کو حکم دیا۔ کہ مجھے گھر پہنچا دیں۔ چنانچہ میں جب گھر پہنچا۔ تو مجھ پر ایسی غشی آئی۔ کہ دو تین دن تک ہوش نہ آیا۔ والدہ صاحبہ کو ہنوز میرے بڑے بھائی کی فوتگی کا صدمہ تھا۔ میرے اس بیمار پڑ جانے سے اور بھی گھبراہٹ پیدا ہوئی۔ چنانچہ وہ اسی وقت غالبًا رات کے دس یا گیارہ بجے ہونگے کہ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے پاس دوڑی گئیں۔ میں اسجگہ یہ ذکر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ میرے نانا حافظ غلام محی الدین صاحب مرحوم جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی ایام میں ڈاک کا کام کیا کرتے تھے رضاعی بھائی تھے حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ اس تعلق کی بنا پر یا اس ہمدردی کے ماتحت جو حضور کو بنی نوع انسان کے ساتھ تھی۔ فورًا والدہ صاحبہ کے ساتھ تشریف لا کر مجھے دیکھا۔ والدہ صاحبہ کو تسلّی دی۔ مگر ساتھ ہی واپس جا کر میرے آقا فداہ روحی کو اطلاع دی۔ حضور علیہ السلام بھی از راہ شفقت حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے ساتھ تشریف لے آئے۔ حضور علیہ السلام نے حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ مولوی صاحب! آپ دوا دیں۔ مَیں دعا کرتا ہوں۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے اسوقت ہمارے مکان پر ہی دعا فرمائی۔ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ مجھے دوائی وغیرہ متواتر دیتے رہے۔ میری یہ بیماری کی حالت چار روز تک رہی۔ مگر حضور علیہ السلام کو میرا خیال رہا۔ اور حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ سے میرا حال دریافت فرماتے رہتے۔ یہ محض اللہ تعالےٰ کا فضل اور حضور علیہ السلام کی دعاؤں کا نتیجہ تھا۔ کہ مجھے شفا ہوئی۔ ورنہ بیماری اس قسم کی تھی جیسا کہ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے بعد میں بیان فرمایا۔ کہ میرا صحت یاب ہونا مشکل تھا۔ اللہ تعالےٰ کی رحمتیں اور برکتیں اور فضل بے انتہا ہوں آپ کی روح پر اور آپ کی اہلیہ اور اولاد پر اور اولاد در اولاد ابدالاباد کے لئے۔ آمین ثم آمین

(۲)

میرے مکمل صحت یاب ہونے پر والد صاحب مرحوم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی برکت حاصل کرنے کی خاطر دعوت طعام دی۔ غالبًا رات کا وقت تھا۔ والد صاحب نے جو نشست گاہ بنائی وہ ایک سادہ فرش تھا۔ یعنی زمین پر دو سیاہ فوجی کمبل بچھا کر اوپر سفید چادر بچھا دی گئی تھی۔ جس پر ہر دو مبارک وجود تشریف فرما ہوئے۔ کھانے کے وقت حضور علیہ السلام کے دائیں طرف مَیں اتفاق سے بیٹھ گیا۔ اور میرے دائیں حضرت والد صاحب مرحوم تھے۔ میں نے حضور علیہ السلام کو دیکھا کہ باوجودیکہ دسترخوان پر کئی ایک کھانے چنے ہوئے تھے۔ مگر حضور علیہ السلام نے وہی کھایا جو حضور علیہ السلام کے سامنے پڑا ہوا تھا۔ حضور علیہ السلام مقدار میں تھوڑا مگر آہستہ آہستہ تناول فرماتے تھے۔ کھانا کھانے کے بعد حضور علیہ السلام نے مسنون طریقہ پر والد صاحب کے رزق میں خیر و برکت کے لئے دعا فرمائی۔ اور حضور علیہ السلام نے واپسی پر میری پیٹھ پر اپنا دستِ شفقت بھی پھیرا۔ اَللّٰھُمَّ صلِّ علیٰ محمّد و علیٰ عبدک المسیح الموعود و بارک و سلّم انک حمید مجید

(۳)

رخصت گذارنے کے بعد جب حضرت والد صاحب مرحوم اپنی ملازمت پر قادیان سے واپس جانے لگے۔ تو اتفاق سے اسی دن حضرت ام المومنین مدظلہا العالی جو غالبًا لاہور یا دہلی سے تشریف لا رہی تھیں۔ حضرت اقدس علیہ السّلام آپ کے استقبال کیلئے پینس میں بیٹھ کر جسکو حضور علیہ السلام کے خدام نے اٹھایا ہوا تھا۔ بٹالہ تک تشریف لے گئے۔ اور اسٹیشن کے باہر جانب مشرق جو سرائے ہے جس کے باہر ایک کنواں بھی ہے فروکش ہوئے۔ حضور علیہ السلام کے ساتھ اور بھی خدام تھے۔ اُن دنوں گاڑی لائل پور براہ راست پٹھان کوٹ سے جایا کرتی تھی۔ اور دوپہر کو غالبًا اس کا وقت ہوتا تھا۔ چلنے سے قبل جب حضرت والد صاحب مرحوم حضور علیہ السلام سے جانے کے لئے اجازت طلب کرنے لگے۔ تو میں بھی ساتھ تھا۔ مجھے اس وقت موسم گرما ہونے کی وجہ سے پیاس لگ رہی تھی۔ اور میں نے اپنے لڑکپن کے باعث پانی مانگا۔ حضرت والد صاحب مرحوم جب وہاں سے مجھے پانی پلانے کی غرض سے اٹھنے لگے۔ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ بابو صاحب! آپ کہاں جاتے ہیں؟ انہوں نے کہا۔ کہ لڑکے کو پیاس لگ رہی ہے۔ اس کو پانی پلانے کیلئے کنوئیں پر جا رہا ہوں۔ اس پر حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ بابو صاحب! آپ ٹھہریں۔ پانی یہیں آجاتا ہے۔ اسوقت حضور علیہ السلام نے ایک خادم کے ذریعہ پانی اور مصری منگوائی۔ اور شربت بنا کر مجھے پلایا اس کے بعد حضور علیہ السلام نے حضرت والد صاحب کو واپس جانے کی اجازت دی۔ جب حضور علیہ السلام نے مجھے شربت کا گلاس دیا۔ اور وہ میں نے لیکر حضور علیہ السلام کے چہرہ پر جب نظر ڈالی۔ تو حضور علیہ السلام کا جلوہ مجھے بہت پیارا معلوم ہوا۔ وہ کیا جلوہ تھا۔ اور اُس میں کونسا جادو تھا۔ میں اس کو نہ جان سکا۔ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ و اللہ اکبر۔

(۴)

مجھے ۱۹۰۴ء کا واقعہ بھی ابھی تک میرے ذہن میں ہے۔ اسوقت میں پہلی جماعت میں پڑھتا تھا۔ حضرت میاں مبارک احمد صاحب مرحوم اور حضرت مولوی عبدالحی صاحب مرحوم مغفور میرے ہم مکتب تھے۔ اور ہم تینوں اکٹھے بیٹھا کرتے تھے۔ ماسٹر سکندر علی صاحب بھینی والے ہمیں پڑھایا کرتے تھے۔ ایکدن جب حضور علیہ السلام نے ہمیں آکر دیکھا۔ کہ ہم کچے فرش پر بیٹھے ہیں۔ تو دوسرے روز ہمارے لئے ایک چھوٹی سی دری بچھوا دی

(۵)

بہشتی مقبرہ سے ورلی طرف حضور علیہ السلام کا ایک باغ تھا اور جب حضور علیہ السلام باغ کی طرف سیر کی غرض سے تشریف لے جاتے اور جس پھل کا موسم ہوتا اس کے ٹوکرے بھروا کر خدام کو کھلواتے اور ساتھ ہی آپ بھی کھاتے جاتے۔ مگر اکثر دینی باتوں کا تذکرہ ہوتا۔ باغ میں نشست گاہ بنی ہوئی تھی۔ جو بعد میں گر گئی۔ مگر دوبارہ اب یادگار قائم رکھنے کے لئے بنوا دی گئی ہے۔ اکثر حضور وہاں تشریف رکھتے۔

غرضیکہ حضور علیہ السلام کے اخلاق فاضلہ اگر ساری عمر بیان کرتے رہیں۔ تو عمر ختم ہو جائیگی۔ مگر حضور علیہ السلام کے کمالات ختم نہیں ہونگے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے حضور علیہ السلام کو جری اللہ فی حلل الانبیاء کی شان کے ساتھ پیدا کیا۔ اور آنحضرت صلعم کے تمام کمالات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات بابرکات میں جمع کر دیئے ہیں۔

میں نے اپنی یادداشت کے ماتحت چند ایک کا ذکر کر دیا ہے۔ اور کچھ واقعات اور سیرت کے پہلو ایسے بھی ہیں۔ جنکا ذکر میں انشاء اللہ مستقل عنوانات کے ماتحت اپنے حالات زندگی لکھتے وقت کرونگا۔ اللہ تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے محض اپنے فضل اور کرم سے اپنے پیارے محبوب ہاں پیارے نبی کا چہرہ دیکھنے اور اس کے کلام کے سننے کی توفیق عطا فرمائی۔ خواہش ہے۔ آرزو اور دعا ہے۔ کہ ...

حیاتِ صافی کا ایک ورق

اظہار الدین اور حضرت مسیح موعودؑ

(گذشتہ سے پیوستہ)

پھر بہت بڑا مسئلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور نبوت کا مسئلہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین ٹھہرایا گیا ہے مگر ختم نبوت کی حقیقت سمجھنے میں خطرناک غلطی کھائی ہے بعض لوگ یہ سمجھے بیٹھے ہیں۔ کہ نبوت یونہی ختم ہو گئی۔ آپ سب سے پیچھے آئے اور نبوت اسطرح پر ختم ہو گئی۔ مگر یہ کوئی نہیں بتا سکتا تھا۔ کہ یہ نبوت آپ پر کیسے ختم ہوئی؟ اُس نے آکر بتایا۔ کہ طبعی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو گئی ہے۔ کیونکہ تمام کمالات نبوت کے آنحضرت صلعم پر ختم ہوئے۔ اور قرآن کریم سے باہر کوئی سچائی اور راستی نہیں۔ اسکی تعلیم کامل اور مکمل ہے۔ اس لئے طبعی طور پر جبکہ کمالات نبوت آپ پر ختم ہوئے۔ آپ خاتم النبیین ٹھہرے۔ لیکن باوجود اس کے مسلمان اپنی غلطی یا بدقسمتی سے کم از کم عملی طور پر یہ سمجھے بیٹھے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے اور اس طرح پر آنحضرت صلعم کی ہتک کی جاتی ہے۔ اور کوئی ثبوت آپ کی رسالت اور ختم نبوت کا نہیں دیا جاتا تھا۔ بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ مان کر جیسے کہ خدا تعالےٰ کی توہین کی جاتی تھی۔ ویسے ہی رسول اللہ صلعم کی پاک ذات پر حربہ چلایا جاتا تھا۔ خدا تعالےٰ کی صلوٰۃ ہوں اس مسیح موعودؑ پر کہ اس نے روشن دلائل سے ثابت کر کے دکھا دیا۔ کہ **زندہ نبی** آپ ہی ہیں جن کے فیوض اور برکات کا سلسلہ ابد تک جاری ہے۔ میرے دل میں تڑپ پیدا ہوتی اور جوش پیدا ہوتا ہے۔ کہ کاش مسلمانوں کو خبر ہوتی۔ کہ اپنے سید و مولا محبوب کا کیسا عاشق اور اس کی عزت وعظمت کے اظہار کا کیسا خواہشمند ہے۔ کہ وہ اس کی زندگی کے مقابلہ میں کسی اور کی زندگی سمجھتا ہی نہیں۔ اگر انہیں اس عشق ومحبت کی خبر ہوتی۔ تو وہ اس کے خاکِ پا کو سرمہ بناتے۔ اور دیار میں لے جاتے۔ جگر خون ہو جاتا ہے۔ جب ان لوگوں کی حالت دیکھی جاتی ہے۔ کیا یہ انسان اس قابل تھا۔ کہ اس کو گالیاں دی جائیں؟ اور اس کا گناہ صرف اتنا کہ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ ثابت کرنا چاہتا ہے۔ اور عیسائیوں کے فرضی خدا کو مردہ ثابت کرتا ہے۔ بھلا بتاؤ۔ کیا مسیحؑ کی موت کے ثابت کرنے سے اس کی جائیداد بڑھتی ہے؟ نہیں اس کی غرض صرف یہ ہے۔ کہ تا مردہ پرستی کا استیصال ہو۔ اور خدائے قدوس واحدہٗ لاشریک کی عبادت ہو۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن کریم کی عزت ہو۔ اور اس کے لئے یہ ضروری تھا۔ کہ وہ عاجز انسان جو خدا بنایا گیا تھا مردہ ثابت کیا جاتا۔ اب اس بات پر مسلمان اس کے دشمن ہیں۔ افسوس ان پر اے گروہ منکرین۔ کتنی منت ہے اس مسیح کی تمہاری گردنوں پر کہ جس نے **زندہ خدا۔ زندہ نبی اور زندہ کتاب** ثابت کر کے دکھائی۔ مبارک ہو تم کو اے خدا کے مسیح! تو جیت گیا۔

پھر **قرآن شریف** کا مسئلہ تھا۔ قرآن شریف بلا شبہ ایک کتاب ہے۔ اور ایسا ہی توریت، انجیل بے جان وید بھی کتابیں سمجھی جاتی ہیں۔ مگر ان سب میں کوئی عالم، صوفی، متکلم مسلمان فرق اور مابہ الامتیاز نہیں بتاتے۔ تقریروں بحثوں میں ممکن ہے وہ ید طولیٰ رکھتے ہوں۔ لیکن یہ کوئی آکر نہیں بتاتا کہ قرآن شریف میں وہ کیا چیز ہے۔ جو دوسری کتابوں میں نہیں۔ اگر خدا کا برگزیدہ مسیح نہ آیا ہوتا۔ تو قریب تھا۔ کہ قرآن شریف کی نسبت بھی وہی مردہ کتابوں کا فتویٰ صادر ہو جاتا۔ مگر اُس نے آکر بتایا۔ اور دکھا دیا۔ کہ قرآن شریف میں برکت ہے۔ یہ زندہ کتاب ہے۔ دوسروں کو زندگی عطا کرتی ہے۔ اس پر چل کر انسان خدا کی نصرت اور برکات کو حاصل کرتا ہے۔ معجزات اور کرامات دکھا سکتا ہے۔ مہبطِ وحی ہو سکتا ہے منعم علیہم کی جماعت پر جو انوار اور فیوض و برکات نازل ہوتے ہیں ہر زمانہ میں قرآن شریف کا سچا متبع اُن سے بہرہ ور ہو سکتا ہے۔ اور حقیقت میں یہ امر قابل لحاظ بھی ہے۔ اگر اس میں یہ خوبی اور برکت نہیں۔ تو پھر اس سے کیا فائدہ؟ بھڑوں کا چھتہ جب کہ اُس میں سے مصری کھائی گئی ہو کبھی اس قابل نہیں ہو سکتا۔ کہ اس کی طرف توجہ کی جائے لیکن جبکہ اس میں مصری موجود ہو۔ تو وہ اس قابل ہوتا ہے۔ کہ آنکھ اُسے دیکھے اور ہاتھ اس کی طرف لپکے۔ اب تمام قومیں اپنی کتابوں کی نسبت عملی طور پر اعتراف کرتی ہیں۔ کہ وہ اُس چھتّے کی طرح ہیں جسمیں مصری نہیں ہے لیکن اس خدا کے مسیح نے پُر زور اور قاطع دلائل کے ساتھ ثابت کر دیا ہے۔ کہ اس قرآن کریم میں مصری ویسے ہی موجود ہے۔ وہی برکات نتائج بلا تفاوت اب بھی اس کی پیروی سے حاصل ہو سکتے ہیں جیسے اس مہبطِ وحی کے وقت تھے۔ یہ کتنا بڑا احسان ہے!

غرض کہ اُس نے اللہ تعالےٰ کی ذات، اُس کے ملائکہ، رسل اور کتابوں کے متعلق کیسے واضح اور قوی دلائل کے ساتھ دکھایا ہے۔ کہ یہ ساری ہستیاں حق ہیں۔ یہ کتنا بڑا احسان اس کامل انسان کا تھا۔ مگر اے نااہل لوگو! تم پر افسوس کہ تم نے اس آسمانی مائدہ کو ردّ کیا!

پھر ایک عظیم الشان بات ہے۔ قرآن شریف کا مایۂ ناز مسئلہ **دعا** کا مسئلہ تھا۔ اس کتاب مجید نے اوّل ہی اھدنا الصراط المستقیم کہکر اور آخر بھی قل اعوذ برب الناس کہکر دعا سکھائی تھی۔ اور اس میں یہ دکھایا تھا۔ کہ خدا تعالےٰ کے انعامات کی جاذب دعا ہے۔ جو قرناً بعد قرنٍ زندہ رہیگی۔ اور وہ قوم زندہ قوم ہوگی۔ جو دعا کو اپنی سپر بنائے رکھیگی۔ کیونکہ پہلے منعم علیہم کے برکات نازل ہونیکی دعا سکھائی۔ اور آخر میں خاتمہ بالخیر کے لئے سکھایا۔ کہ خدا تعالےٰ ہم کو راہوں کے دشمن خناس سے بچا۔ ایسا عظیم الشان مسئلہ اسوقت بالکل ایسے چھوڑ دیا گیا تھا۔ مگر خدا تعالےٰ کی تائیدات متکاثرہ ہوں اس مسیح موعودؑ پر کہ جس نے اِس مسئلہ کو زندہ کیا۔

اسی طرح پر احقاق حق کے لئے کوئی طریق اور راہ باقی نہیں چھوڑی۔ **باطل** کی تردید کے لئے اس نے کیا کیا؟ یہ بھی چھوٹا سا مضمون نہیں۔ اِس لئے مختصراً اس پر کہتا ہوں۔ کہ ایک باطل جس نے حقوق اللہ پر حملہ کرنے کیلئے سارے زور لگائے جس نے اللہ تعالیٰ کی ساری کتابوں اور نبیوں کی بے ادبی کی ہے۔ وہ تثلیثی مذہب ہے جس نے حضرت عیسیٰ کو زندہ اور عرش پر مان کر اور اس کو لعنتی اور خون گرانے والا تسلیم کر کے انسان کی نجات کا انحصار اس لعنت پر رکھا ہے۔ اور انسانی قوتیٰ کی بے حرمتی کی ہے غرض یہ ایک زہریلا کوبرا ہے۔ یہ خطرناک اژدہا ہے۔ جو برابر راستی کا دشمن ہے۔ اور جس نے بنی آدم کی ایڑی کو کاٹا ہے۔ مگر اِس آدم ثانی نے اس کی زہر سے بھری ہوئی کچلیوں کو نکال ڈالا ہے۔ اور آدم اوّل کا انتقام آخری جنگ میں جو اس نحاش سے ہوئی لے لیا ہے۔ اب آئندہ اسے قدرت نہ ہوگی۔ کہ وہ اپنے زہریلے دانت راستی پر مار سکے۔ اے عزیزو! اگر تمہیں معلوم ہو۔ کہ کسطرح پر اُس کا سر کچلا گیا ہے۔ تو تم قدوس قدوس کہہ کر مسجدوں کو گونجا دو۔

میں مختصراً بتاتا ہوں۔ کہ سب سے بڑا حملہ اُس نے مسیحؑ کی موت کے ذریعہ کیا ہے۔ کہ اگر وہ مر گیا تو خدا نہیں۔ اور پھر جس طرح پر مرا ہے۔ اُس کے ثبوت سے صلیبی نجات کی اصل حقیقت بھی کھل جاتی ہے۔ اور کوئی حقیقت اس کی باقی رہتی ہی نہیں۔ احمق نادان مسلمان چلاتے ہیں۔ اور عیسائیوں کی حمایت کے لئے چلاتے ہیں۔ کہ زندہ ہے۔ مگر قرآن شریف اُسے مار چکا۔ جھوٹا ہے جو کہتا ہے۔ کہ وہ زندہ ہے۔ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر سچا نبی ہے۔ اور ضرور ہے۔ قرآن کریم اگر سچی کتاب ہے اور ضرور ہے۔ تو یہ بھی سچ ہے۔ کہ مسیح مر گیا۔ خدا کے صلوٰۃ ہوں اس مسیح موعود پر جس نے کہ آج تک برابر اس مسئلہ کو پورے استقلال اور زور سے نبھایا ہے یہاں تک کہ اُس قبر تک پہنچا دیا۔ جس میں حضرۃ مریم کا بیٹا جو خدا بنایا گیا۔ مر کر لیٹا ہوا ہے۔

تم دیکھو گے۔ کہ جبوقت اللہ تعالےٰ نے اس تبلیغ کو کامل کر دیا۔ تو گرجوں میں تزلزل پیدا ہوگا۔ اور خدا کا جلال ظاہر ہوگا۔ الحمد للہ الحمد للہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کا نشان ظاہر ہو گیا اور اسی ایک مسئلہ سے باطل کا سر کچلا گیا۔ اب غور سے دیکھو کہ کیا یہ وہی نہیں ہے جس کے لئے کہا گیا تھا۔ لیظھرہٗ علی الدین کلہ۔ لاریب یہ وہی برگزیدہ موعود ہے۔ جیسے بادل سے ٹھنڈی ہوا آنے لگتی ہے۔ اب سارے یورپ میں ہوا چل رہی ہے۔ قیصر جرمنی چلا اٹھا ہے۔ کہ حماقت ہے انسان کو خدا بنانا۔ انگلستان چیخ اٹھا ہے۔ کہ عیسائی مذہب کی اصلاح کرنی چاہیئے۔

اب چاروں طرف سے اس قسم کی ہوا چل رہی ہے۔
برکات اللہ علیک وصلوات علیک ایھا المسیح

خدا کے حضور ہماری جماعت کو چاہیئے۔ کہ سجدے میں پڑی رہے۔ اب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کے دن آ گئے۔

اے احمدی قوم! خدا کا تم پر بڑا احسان ہے۔ اس لئے بڑے شاکر اور متقی ہو جاؤ۔ تا کہ نعمت بڑھے اور باقی وعدے پورے ہو دیں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو توفیق دے۔ آمین۔

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیانات

میں کیونکر احمدی ہوا

آج مورخہ ۹ دسمبر ۱۹۳۲ء بروز ہفتہ بوقت ½ ۷ بجے شام قبل از نماز عشاء بموجودگی جناب مولوی محمد عبداللہ صاحب منشی ہندو، بھائی عطاءاللہ صاحب کاتب و بھائی یوسف علی صاحب پینٹر (برادر خود بھائی عطاءاللہ صاحب مذکور) درحمان (خدمتگار خاکسار) و نیاز مند و تین عدد اور اشخاص بھائی عطاءاللہ صاحب کے مکان واقعہ ۱۶ بلاک سرگودہ میں جناب مولوی محمد دلپذیر صاحب بھیروی نے فرمایا۔

"لیکھرام کا ایک واقعہ میرا چشم دید ہے۔ ایک روز ٹم ٹم پر سوار ہو کر آیا۔ ٹم ٹم کو سیدھا موجودہ مہمانخانہ کی جگہ تک لے آیا۔ وہاں پر اسوقت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک حجرہ ہوا کرتا تھا۔ اس کے علاوہ ایک اور حجرہ تھا۔ حضرت اقدسؑ کے ساتھ ایک خادم تھا۔ جب لیکھرام آیا۔ تو آپ محض اُس کی خاطر کھڑے ہو گئے۔ ورنہ آپ کھڑے نہ ہوتے۔ اُس نے آنحضرت صلعم کی نو بیویوں کے متعلق اعتراض کیا۔ اور کہا۔ کہ اس کے علاوہ اُن کی لونڈیاں بھی تھیں۔ اور اسطرح تیرہ کے قریب عورتیں بن جاتی ہیں۔ تو گویا......

.... (یہاں اس نے سخت کلام استعمال کی)...

حضرت اقدس علیہ السلام کا چہرہ زردی مائل گورا تھا۔ کلام کے شروع میں آپ نے فرمایا۔" تو باز نہیں آتا۔ کیا تو باز نہیں آئیگا؟ اَب وقت ہے۔ باز آ جاؤ۔" لیکھرام نے کہا۔" نہیں میری تسلّی کیجیئے"۔ اور جب سخت کلامی کی۔ تو حضرت اقدس کا چہرہ بالکل انار کے دانے کی مانند سُرخ ہو گیا۔ اور اُسی وقت آپ نے فرمایا۔ "او کافر" اور ساتھ ہی آپ کے مونہہ سے یہ شعر نکلا:۔

الا اے دشمن نادان و بے راہ
بترس از تیغ بران محمدؐ

جب لیکھرام نے یہ سُنا۔ اس کی زبان بھی رُکنے لگی۔ اور اُس کے بدن پر ڈر کے مارے کچھ لرزہ سا واقع ہوُا۔ جیسے کہ مارے جانے کا بڑا خوف ہوتا ہے۔ اور کہنے لگا۔" آپ مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں"؟ حضرت اقدس نے فرمایا۔ "اَب تیری تسلّی خدا کریگا۔" لیکھرام نے کہا۔" جو کچھ آپ نے کہا ہے۔ مجھے لکھ دیجیئے"۔ حضرت اقدس نے اپنا ہاتھ پھیلایا۔ مجھے اسوقت بھی ہاتھ پھیلا ہوُا اُسی طرح نظر آتا ہے۔ جیسے کہ دیکھ رہا ہوں۔ خادم نے قلمدان دیا۔ حضرت اقدس نے اپنی جیب سے کاغذ کا ایک ٹکڑا لیا۔ اور اس پر مندرجہ بالا شعر لکھا۔ اور کچھ ایسے الفاظ بھی لکھے۔ کہ اگر تو توبہ نہ کریگا۔ تو محمدؐ کی تلوار سے کاٹا جائیگا۔" لیکھرام کاغذ لے کر ٹم ٹم پر سوار ہو کر سیدھا بٹالے اسٹیشن کو گیا۔ اور حضرت اقدس حجرے میں اندر تشریف لے گئے۔ اُس حجرے کے ساتھ ہی ایک ہاتھ کا چھوٹا سا پریس ہوُا کرتا تھا۔ آپ نے اُسی وقت ایک اشتہار لکھا۔ اور فرمایا۔ کہ ابھی اس کو کاتب لکھے اور اِسے شائع کیا جاوے۔ تین گھنٹے میں وہ تیار ہو گیا۔ ایک خادم گیا۔ جو حضرت صاحب کے حکم کے ماتحت بٹالہ امرتسر اور لاہور میں تقسیم کرکے رات کے اسوقت کے قریب واپس آیا۔

قادیان میں خدام الاحمدیہ کا شاندار اجتماع

دارالامان میں بائیس ۲۲ اکتوبر ۱۹۳۸ء کو خدام الاحمدیہ کا شاندار اجتماع کیا جا رہا ہے۔ جسمیں تمام خدام کی شمولیت ضروری ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نفسِ نفیس خدام سے انشاءاللہ تعالےٰ خطاب فرمائیں گے حضور ایدہ اللہ تو کا منشا ہے۔ کہ اس اجتماع میں تمام خدام شامل ہوں۔ توقع ہے۔ کہ اس تقریب کی اہمیت کے پیش نظر خود قادیان پہنچنے اور دوسروں کو ہمراہ لانے کے لئے خدام ابھی سے سعی شروع کر دینگے

خاکسار

سیکرٹری مجلس خدام الاحمدیہ قادیان

پھر اور سنو! کہ جس روز لیکھرام کی موت ہوئی اُس روز میں لاہور میں موجود تھا۔ میری کتاب گلزار محمدی زیر طبع تھی۔ اس کی کاپیاں دیکھنے بھی جانا تھا۔ مگر جلدی اسلئے چلا گیا۔ کہ مجھے لیکھرام کے متعلق حضرت اقدس کی پیشگوئی یاد تھی۔ میں نے کہا۔ چلو تماشا دیکھیں۔ یا تو مرزا صاحب کو چھوڑا یا اچھی طرح پکڑا۔ اس روز احمدیوں کی جیبوں میں اشتہار موجود تھا۔ احمدیوں کی تعداد لاہور میں بہت قلیل تھی۔ ان کے دلوں میں عجیب حالت تھی۔ کہ یا تو آج وہ جیتا اور ہم ہارے یا ہم جیتے اور وہ ہارا۔ اشتہار میں عید کا دن، بقرعید، بقرعید کے ساتھ کا دن کا نام، تاریخ، سال (چھ سال بعد) مذکور تھے۔ کل آٹھ علامتیں تھیں۔ ایک یہ بھی تھی۔ کہ گائے کے بچھڑے کی طرح غرّ غرّ کریگا۔ اور باقی مجھے یاد نہیں رہیں، عرصہ لمبا ہو گیا ہے۔ ہاں وقت عصر کا بھی اشتہار میں موجود تھا اور یہ کہ اسوقت آندھی بھی آئے گی۔ عصر کے قریب گلی میں ہندو عورتیں چرخہ کات رہی تھیں۔ یہ سارا محلہ ہندوؤں کا ہی ہے۔ لیکھرام چبارے پر میز کرسی لگا کر تحریر کا کام کر رہا تھا۔ دروازے کے ساتھ باہر اس کی ماں رسوئی کا کام کر رہی تھی۔ اچانک خنجر یا کوئی ایسی چیز جو اُس کے گلے کو نیچے سے چھاتی پھاڑتی ہوئی گذری۔ لیکھرام پیچھے کو گر گیا۔ اور اُس کی ماں نے زور سے پکارا۔" اوہ! یہ مرجانا میرے بیٹے کو مار چلا۔ یہ جاتا ہے۔ دس سال کا بچہ ہے۔ نیچے عورتیں چرخہ کات رہی تھیں۔ وہ کہنے لگیں ہم نے کوئی نہیں دیکھا۔ یہاں سے کوئی نہیں گذرا' یہ باتیں تو بعد میں معلوم ہوئی تھیں۔ اسوقت تو صرف اس کی خبر موت سُنی۔ ایک شور محلے میں مچ گیا۔ اور جو میرے دل کو مسرت تھی اس کی کوئی حد نہ تھی۔ اور لیکھرام کو خود بھی اس روز اس پیشگوئی کا خیال تھا۔ اس نے دو سپاہی تنخواہ دار گلی کے سرے پر کھڑے کر رکھے تھے۔ وہ خود پنشنر فوجی آدمی تھا۔ پھر لیکھرام کی لاش کو ہسپتال لے گئے۔ میں بھی دیکھنے گیا۔ حلق کے نیچے سے لیکر چھاتی میں سے گذرا ہوُا ہتھیار اُس کے سینہ کو کھول گیا تھا۔ اور وہ غرّ غرّ کرتا جاتا تھا۔ سول سرجن صاحب انگریز نے مرزا یعقوب بیگ کو "مرزا صاحب" کہکر پکارا۔ تو لیکھرام کانپ گیا۔ کہ ہائے! شائد مرزا صاحب آتے ہیں۔ مرزا یعقوب بیگ صاحب نے اپنی جیب میں سے اشتہار نکالکر صاحب کے آگے رکھا۔ کہ یہ دیکھو یہ میرے مرشد کی پیشگوئی ہے۔ اس نے بچنا نہیں۔ یہ ضرور مرجائیگا۔ اور میں اس کے زخم کو نہیں سیتا کیونکہ مجھ پر یہ شبہ ہوگا۔ کہ اس نے زہر لا دیا ہے۔ آپ خود کریں۔ صاحب نے سیا لیکھرام نے اس وقت باتیں بھی کیں۔ اس سے پوچھا گیا۔ تو اس نے یہی جواب دیا۔ "تیری قسمت" اُس نے بالکل کسی کا نام نہ لیا۔ کہ مجھے فلاں پر شبہ ہے۔ اگر حضرت صاحب کا نام لیتا تو گورنمنٹ آپ کو پکڑتی۔ مگر اس نے آپ کا نام نہ لیا۔ بعد میں آریوں نے بلحاظ قوم ہونے کے یہ کہا۔ کہ ہمیں مرزا صاحب پر شبہ ہے۔ کیونکہ لیکھرام ہمارا لیڈر تھا۔ اور مذہبی لحاظ سے مرزا صاحب اس کے دشمن۔ اُن کے کہنے پر گورنمنٹ نے حضرت اقدس کے مکان کی تلاشی لی۔"

جناب مولوی محمد عبداللہ صاحب نے پھر فرمایا:۔

"حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ مسیح ناصری کی صلیب پر چڑھانے سے قبل تلاشی ہوئی تھی۔ میں خیال کیا کرتا تھا کہ یہ مشابہت پوری نہیں ہوئی۔ سو اس تلاشی سے یہ مشابہت پوری ہوئی۔ اور نیز یہ کہ عوام کو خیال تھا کہ انہوں نے اپنے گھر کے اندر رمل کی کتابیں اور نجوم کے آلات وغیرہ رکھے ہیں۔ سو تلاشی سے ظاہر ہو گیا۔ کہ کوئی چیز نہیں۔ ہاں اشتہاروں کا انبار تھا۔ وہ پیش کیا گیا۔ ایک الماری کو جب کھولا گیا۔ تو پہلا کاغذ جو ہاتھ آیا۔ وہ لیکھرام کا اپنے ہاتھ کا لکھا ہوُا کاغذ تھا۔ کہ "میں تمہارے خیر الماکرین خدا سے نہیں ڈرتا۔ وغیرہ" حضرت اقدس نے یہ تحریر اٹھائی۔ اور فرمایا۔ کہ

دیکھو! یہ اس کے ہاتھ کا فیصلہ ہے۔ پھر مجھ پر کیوں شبہ کیا جاتا ہے۔"

بھائی عطاء اللہ صاحب نے فرمایا۔ "قاتل یعنی لڑکا جس نے لیکھرام کو قتل کیا۔ کوئی فرشتہ ہوگا۔ جو انسان کی شکل میں تمثل ہو کر آیا ہوگا"

سبحان اللہ و بحمدہٖ۔ سبحان اللہ العظیم

فضل احمد بقلم خود ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول سرگودہا

مندرجہ بالا بیان میری زبانی لکھا گیا ہے۔ درست ہے۔

محمد دلپذیر بقلم خود ۹ 12/22

آج مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۹۲۲ء کو بروز منگل بوقت ۷ بجے صبح بعد نماز فجر نیاز مند نے اپنے مکان پر واقعہ ۱۶ بلاک سرگودہا جناب مولوی محمد عبداللہ صاحب منشی ہنر سے پوچھا۔ کہ آپ کس طرح احمدی ہوئے۔ انہوں نے فرمایا:۔

"میں موضع تبالہ جھنڈا سنگھ کا باشندہ ہوں میرے والد بزرگوار مولوی محمد دین صاحب عالم تھے۔ کتابت کا کام کر کے حلال روزی کما کر کنبہ پالا کرتے۔ علم ہمارے گھر میں اُن کے نانکے گھر سے آیا۔ ورنہ ہمارے خاندان میں جہالت تھی۔ والد بزرگوار اسلام سے محبت رکھتے تھے۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔ اپنے گاؤں میں جمعہ کے روز خطبہ فرمایا کرتے۔ جمعہ کو کتابت کا بالکل کام نہ کرتے۔ اور پوری تعطیل مناتے۔ صبح سویرے قبرستان میں جاتے پھر ملاقاتیں کرتے، بیمار پرسیاں کرتے۔ ۱۰ بجے کے قریب گھر تشریف لاتے، بعدہٗ حجامت کراتے، غسل فرماتے، کپڑے بدلتے اور تیل لگاتے، پھر خطبہ کی تیاری کرتے۔ نماز جمعہ سے فارغ ہو کر پھر ملاقاتیں کرتے کراتے شام کو دیہات کے ایک دو مہمان بھی گھر لاتے۔ اُن کے پاس قاضی ضیاءالدین صاحب ساکن کوٹ قاضی والا والد بزرگوار قاضی عبداللہ صاحب مشنری لنڈن۔ و قاضی عبدالرحیم صاحب جو ہمارے گاؤں کوئی تین میل دور ایک گاؤں کے باشندے تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام لائے۔ اُن کے پاس ایک جزدان ہر وقت موجود رہتا تھا۔ جس میں حضرت اقدس کے اشتہار، قلم دوات اور مفید کاغذ یعنی ضروریات موجود ہوتیں وہ ہمارے گھر تشریف لایا کرتے۔ میرے والد بزرگوار سے باتیں کیا کرتے۔ نیا اشتہار نئی پیشگوئی بتاتے۔ میرے والد بزرگوار توجہ سے سنا کرتے۔ اور میرے ذہن میں اچھی طرح یہ بات موجود ہے۔ کہ میرے والد بزرگوار اعتراض نہ کیا کرتے بلکہ حضرت اقدس کی باتیں سُن کر خوش ہوتے۔ میں اسوقت چھوٹا بچہ تھا۔ مگر قاضی صاحب مذکور اور میرے والد بزرگوار کے تبادلہ خیالات کا معاملہ مجھے خوب یاد ہے۔ میرے والد بزرگوار نے کبھی مخالفت نہ کی۔ ایک دفعہ ۱۸۹۶ء سے قبل جبکہ حضرت اقدس نے ایک میموریل برائے تعطیل جمعہ گورنمنٹ کی خدمت میں ارسال کرنے کا ارادہ فرمایا۔ تو قاضی صاحب مذکور نے دستخط کرانے کی غرض سے چھپی ہوئی فارموں کا ایک بنڈل ہمارے گھر بھی بھیجدیا۔ میرے والد بزرگوار نے جمعہ میں لوگوں کو میموریل کا مضمون اور اس کی اہمیت بیان فرمائی اور دستخط کرائے۔ میں قصبہ تلعہ دیدار سنگھ کے مدرسہ میں پڑھا کرتا تھا۔ وہاں میں نے ایک اشتہار جو کہ عیسائیوں کی طرف سے تھا ("گئی مرزا تیرے الہام کی دم" والا اشتہار) پڑھا جس پر شعروں میں لکھا تھا۔ کہ مرزا صاحب کی پیشگوئی دربارہ آتھم غلط نکلی۔ مگر اشتہار پڑھنے سے میرے دل کو رنج ہوا۔ اور میں نے کہا۔ کہ یہ عیسائی کیسے شیطان ہیں۔ گھر آکر میں نے جناب والد بزرگوار سے ذکر کیا۔ انہوں نے جناب قاضی صاحب سے دریافت فرمایا۔ جناب قاضی صاحب نے بتایا۔ کہ رجوع کرنے کے باعث عذاب ٹل گیا ہے۔

میرے والد بزرگوار کو حضرت اقدس کے دعویٰ اور تعلیم کے متعلق تسلی ہوگئی تھی۔ مگر چاہتے تھے۔ کہ دلائل کا ذخیرہ بہم پہنچائیں۔ اور پھر اظہار کریں۔ اس کا ثبوت اس سے ملتا ہے۔ کہ ہمارے گھر میں جو کتب اُن کی ہیں۔ اُن پر انہوں نے وفات مسیح وغیرہ مسائل پر نشان کر رکھے ہیں۔ اور اُن کے ہم عمروں نے مجھ سے یہ ذکر بھی کیا ہے۔ کہ وہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ جتنا علم پڑھا ہے۔ یہ کچھ بھی نہیں۔ زیادہ علم حاصل کیا ہے۔ اب دینی علم حاصل کرنا چاہتا ہوں یونانی علم سکھانے والا ایک آدمی قادیان میں پیدا ہوا ہے۔ اور حال کے سفر قادیان (۱۹۲۲ء) کے موقعہ پر ان کے ایک دوست اور ہم عمر نے بتایا۔ کہ ایک دفعہ انہوں نے فرمایا کہ میرا لڑکا محمد عبداللہ پڑھ جاوے۔ تو میں دینی علوم کی طرف متوجہ ہوں۔ تو اس طرح پر ان کی سلسلہ احمدیہ کی طرف توجہ تھی۔ اور قدرتی طور پر مجھے بھی اس سے رغبت ہونی چاہئے تھی۔ اور تھی بھی۔ میں نے آٹھویں جماعت کا امتحان پاس کیا تو والد بزرگوار فوت ہوگئے۔ جب بستر علالت پر تھے۔ تو میرا کامیابی کا نتیجہ آیا۔ مگر ہمیں کوئی مسرت نہ ہوئی کیونکہ وہ بیمار تھے۔ مگر انہوں نے فرمایا۔ کہ خوشی کا اظہار نہ کرنا تو ناشکری میں شامل ہے۔ خوشی اپنی جگہ ہے۔ اور غمی اپنی جگہ اسکا اظہار ضرور ہونا چاہیئے۔ چنانچہ کچھ شیرینی لے کر لوگوں میں تقسیم کی گئی۔ مگر حقیقی طور پر ہمیں کوئی خوشی نہ تھی۔ اور اس سے اگلے روز انکا انتقال ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ میرے وظیفہ کی اطلاع بعد میں آئی۔ قاضی صاحب سے مشورہ لیا گیا۔ کہ اب کیا کرنا چاہیئے انہوں نے فرمایا۔ کہ چار سال لگا کر انٹرنس پاس کرو گے۔ اور پھر ملازمت کی تلاش کرو گے۔ مگر کنبہ پالنے کے لئے تمہیں اب بھی آمدنی کے ذریعہ کی ضرورت ہے۔ علاوہ اس کے تمہارے بزرگوار نے یہ الماری کتب کی اسی لئے مہیا کر رکھی تھی۔ کہ تم فائدہ اٹھاؤ۔ اگر تم نے دین کی طرف توجہ نہ کی۔ تو اس کتب کے انبار کو کیڑا کھا جائیگا۔ سو دنیوی تعلیم ٹڈل تک کافی ہے۔ اَب دین کی طرف توجہ کرو۔ کچھ عربی کی تحصیل کرو۔ اور کتابت سیکھو۔ جو تمہارے والد بزرگوار کا پیشہ تھا۔ اس طرح گھر میں بیٹھ کر کنبہ پال سکو گے۔ اور دو سال میں اچھی مہارت حاصل کر لو گے۔ میں نے ان کے مشورہ کے مطابق عمل کرنا شروع کیا۔ کتب کی ورق گردانی بھی کی۔ جب کچھ علم حاصل ہوا تو قاضی صاحب سے مسائل حل کرایا کرتا۔ دلائل مہیا کیا کرتا۔ مگر میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت کبھی نہیں کی۔ بلکہ علم حاصل کرنے کی نیت اور غرض سے اعتراض کیا کرتا۔ مگر عوام مجھ سے سخت متنفر ہوگئے۔ اور مجھے ہر طرح سے تکلیف دینے لگے۔ میرا بائیکاٹ کر دیا۔ اس سے قبل میں گاؤں میں خطبہ پڑھایا کرتا۔ اسوقت میری عمر ۱۶ سال کی تھی۔ مگر وہ صورت بھی نہ رہی۔ یہاں تک نوبت ہوئی۔ کہ السلام علیکم کا کوئی جواب نہ دیتا۔ میں نے اصل بات ان سے بیان کی۔ کہ میں نے مرزا صاحب کو ابھی تک مسیح موعود تسلیم نہیں کیا۔ مگر وہ کہنے لگے۔ تو اس کو جھوٹا کہو۔ مگر میں جھوٹا نہ کہتا۔ اس لئے وہ مجھے احمدی خیال کرنے لگ گئے۔ اِن تکلیف کے ایام میں مَیں نے ایک خط اپنے حقیقی چچا مولوی احمد دین صاحب مدرس عربی گورنمنٹ سکول بھیرہ جن کے ہاں میری شادی ہو چکی ہوئی تھی۔ اُن کو لکھا۔ اور اپنی تکلیف بیان کی۔ کہ یہ وطن جسکو میں پیارا سمجھتا تھا۔ اور جس میں رہ کر میں جناب والد بزرگوار کی طرح احکام دین کی پابندی کرنا چاہتا تھا۔ اور کتابت کی حلال روزی بیٹھ کر کمانا چاہتا تھا۔ اور خطبات کا سلسلہ جاری رکھنا چاہتا تھا۔ اب میں کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ اور یہ خواہشات اب پوری نہیں ہو سکتیں انہوں نے جواب دیا۔ کہ یہاں آکر کتابت شروع کر دو۔ جب وہاں گیا۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ پٹوار میں اپنا نام کیوں نہیں دیتے۔ تم مڈل پاس ہو سرکاری ملازمت کرو۔ مجھے بچپن سے ملازمت سے نفرت تھی۔ مگر اس وقت کچھ اُن کے کہنے کی وجہ سے اور کچھ اس لئے۔ کہ کتابت میں بارہ روپے ماہوار آمدنی ہوتی۔ اور پٹوار میں آٹھ تنخواہ ملتی تھی۔ اور الاؤنس وغیرہ ملا کر پندرہ بن جاتے تھے۔ مجھے کچھ رغبت ہوئی۔ مگر دل سے میں پٹوار سے نفرت کرتا۔ کیونکہ یہ ذریعہ معاش اکثر حلال نہیں پایا جاتا اور میں حلال کمائی پسند کرتا تھا۔ اور چاہتا تھا۔ کہ جسطرح پہلے عمر کا ایک حصہ عالمانہ رنگ میں صرف کیا ہے۔ اسی طرح باقی بھی گذرے۔ مگر چچا صاحب کے کہنے پر میں نے مان لیا۔ اور سرکاری ملازمت کرنے کو غنیمت سمجھا۔ ڈپٹی کلکٹر اُن کا واقف تھا۔ انہوں نے جھٹ مجھے پٹواری کرا دیا۔

۱۹۰۲ء میں مَیں نے تحریری بیعت کی۔ پھر میں ۱۹۰۵ء میں قادیان آیا۔ اور اس وقت حضرت اقدس علیہ السلام کے ہاتھوں میں ہاتھ دیکر بیعت کی۔ آپ کے ہاتھ اچھے بھاری تھے۔ صاحبزادہ حضرت جناب میاں بشیر احمد صاحب کے ہاتھ ویسے معلوم ہوتے ہیں۔ آپ کے چہرے پر ہر وقت تبسم رہا کرتا۔ اور حاضرین کی خواہ مخواہ طبیعت خوش ہوتی۔ باہر تو دشمن گالیاں دیتے۔ مگر آپ اپنے مولا کے خیال میں ہر وقت خوش رہتے۔ اُن کو لوگوں کی گالیوں کی کیا پرواہ تھی۔

(باقی آئندہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ مسیحیت

(از قلم جناب ملک محمد عبد اللہ صاحب مولوی فاضل)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تیرہ سو سال بعد ملک شام میں ناصرہ بستی کا رہنے والا خدا تعالیٰ کا ایک مسیح بنی اسرائیل کی طرف مبعوث کیا گیا۔ خدا تعالیٰ کے اس برگزیدہ انسان کی بعثت کا مقصد کسی نئے قانونِ شریعت کا نفاذ نہیں تھا اس مامور الٰہی کی آمد کی غرض کسی نئی شریعت کے احکام کا اجراء نہ تھی۔ بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کی تجدید اور اسکا احیاء تھا۔

مرور زمانہ کی وجہ سے بنی اسرائیل موسوی شریعت کو فراموش کر چکے تھے۔ اپنی الہامی کتاب توریت کی قدر ان کے دلوں میں باقی نہ رہی تھی۔ احکام شریعت کی خلاف ورزی اور اس سے روگردانی انکا دستور العمل ہو چکا تھا۔ نہ صرف یہ کہ وہ اپنی شریعت سے لاپرواہی اختیار کرتے تھے بلکہ مزید برآں اس کے احکام کے ساتھ تمسخر اور استہزاء بھی انکا مشغلہ تھا۔ اس بے دینی اور گمراہی کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کو اُن میں مبعوث فرمایا۔ تا شریعتِ موسویہ کی عظمت و شوکت کو دوبارہ قائم کیا جائے۔ اور بنی اسرائیل کو اس کے احکام کی پابندی سکھلائی جائے۔ چنانچہ حضرت مسیح علیہ السلام اپنی اس تجدید دین کی غرض کو خود بیان فرماتے ہیں۔ " یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلیگا۔ جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔ پس جو کوئی ان چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں سے بھی کسی کو توڑے گا۔ اور یہی آدمیوں کو سکھائیگا۔ وہ آسمان کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کہلائیگا۔ لیکن جو اُن پر عمل کریگا۔ اور ان کی تعلیم دیگا۔ وہ آسمان کی بادشاہت میں بڑا کہلائیگا۔"

(متی ۵: ۱۷ و ۱۸ و ۱۹)

گمراہ اور بے دین لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی اس آواز کو نہ سنا۔ اور اس کے احکام کی اطاعت سے منہ موڑا انہوں نے خدا تعالیٰ کے اس برگزیدہ مسیح کو صلیب پر چڑھانے اور قتل کے منصوبے کرنے سے طرح طرح کی تکالیف دیں۔ تب خدا تعالیٰ کی غیرت جوش میں آئی۔ اس نے اپنے مسیح کو یہود کے ناپاک منصوبوں سے بچالیا۔ اور ان سرکش لوگوں کی زندگی کو قیامت تک کے لئے ایک عبرت کا نمونہ بنا دیا۔

شانِ مسیحیت کا دوبارہ ظہور

یہود کے اس عبرت ناک انجام کے بعد فیضانِ الٰہی کا سلسلہ اُن پر بند کر دیا گیا۔ اور فاران کی چوٹیوں سے ساری دنیا کو اپنے نور سے منور کرنے والا مقدس وجود جلوہ گر ہوا۔ یہ نبی اسرائیل کے بھائیوں بنی اسماعیل میں سے سید الانبیاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک وجود تھا۔ آپ سے پیشتر جملہ انبیاء خاص خاص قوموں اور ملکوں کی طرف مبعوث ہوتے تھے۔ مگر آپ کو اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین بنا کر تمام عالم کی ہدایت کے لئے منتخب کیا۔ ایک کامل اور مکمل قانونِ شریعت آپ کو عطا ہوا جس کا بقا قیامت تک ممتد ہے ٹھیک جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تیرہ سو سال بعد تورات کی شریعت کو بگاڑ دیا گیا تھا۔ اور اس کے احکام کی شدت سے نافرمانی کی جاتی تھی۔ اسی طرح امت محمدیہ میں بھی اسلامی شریعت کو فراموش کر دیا گیا۔ اور اُسے نسیاً منسیاً قرار دے کر ہر قسم کے فسق و فجور میں لوگ مبتلا ہو گئے۔

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے انہی ایام میں اپنی دوبارہ آمد کا ذکر کیا تھا۔ کہ جب ایسے حالات پیدا ہوں گے۔ تو امت محمدیہ میں ایک مسیح مبعوث ہوگا (متی ۲۴: ۴۲ و ۴۴) اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس زمانہ میں ایک مسیح کے آنے کی بشارت دی تھی۔ اور فرمایا تھا۔ کہ اس کا آنا مسیح ناصری کی مانند ہوگا۔ وہ کسی نئے قانونِ شریعت کا حامل نہیں ہوگا۔ بلکہ شریعت اسلامیہ کی تجدید کریگا۔ اور دوبارہ لوگوں میں اس کو قائم کریگا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق عین ضرورت کے وقت قادیان کی مبارک بستی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ اور جس طرح محمدی سلسلہ کی شان موسوی سلسلہ سے برتری اور فضیلت رکھتی ہے۔ اسی طرح محمدی مسیحیت کی شان بھی موسوی مسیحیت سے افضل و فائق ہے۔ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کی طرف بھیجے گئے تھے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت آنحضرت صلعم کی پیروی کی برکت سے تمام دنیا کے لئے ہے۔ شریعت اسلامیہ مشرق و مغرب اور شمال جنوب تمام اکناف عالم میں رہنے والوں کے لئے ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک وجود سے اس شریعت غرّا کا دوبارہ احیاء ہونا ہے۔ اسلئے آپکی بعثت بھی ہر احمر و اسود کیلئے ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جری اللہ فی حلل الانبیاء کر کے پکارا کہ آپ کی شان اسقدر بلند ہے۔ کہ آپ ہر قوم کے لئے موعود ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا مسیح الخلق عدوانا (تذکرہ ص۳۰۹) کہ اے ساری مخلوق کے مسیح! جو خلق کی بھلائی کیلئے بھیجا گیا ہے۔ نزول بلا میں ان کی مدد فرما۔ غرض محمدی مسیحیت کی شان تمام دنیا میں جلوہ گر ہے۔ اور اسی کی پیروی میں آج بنی نوع انسان کی نجات ہے۔

صداقت خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

چند روایات از چوہدری اللہ بخش صاحب از امرتسر

(۱)

جنوری یا فروری سنہ ۱۹۰۳ء میں قریباً دو بجے رات کے میں نے دیکھا (تہجد کے متعلق یاد نہیں رہا کہ پڑھ چکا تھا یا بعد میں پڑھی) کہ میں مسجد مبارک کے اوپر کھڑا ہوں۔ تمام زیر تبلیغ اشخاص امرتسر کے میرے پاس کھڑے تھے۔ مجھے خبر ملی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نزول فرمانے والے ہیں۔ میں نے اُن لوگوں کو کہا۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نزول فرما رہے ہیں۔ اور مسیح موعود بھی نازل ہو رہے ہیں۔ دونوں کا حلیہ ملکر دیکھ لو اور یہی صداقت کی نشانی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب تشریف لائے تو مسجد مبارک کی چھت پر شہ نشین پر بیٹھ گئے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزول فرما ہوئے۔ تو میں نے دونوں کا ایک جیسا چہرہ برابر عمر۔ اور ایک رنگ دسوائے ناک کی ہڈی کے کہ آنحضرت صلعم کی ذرا کشادہ تھی) غرضیکہ تمام باتوں میں یکساں دیکھا۔ پھر دونوں وجود باہم مل گئے۔ میں نے ان لوگوں کو کہدیا۔ کہ آج میں نے فرض تبلیغ ادا کر دیا ہے۔ اب تمہاری مرضی ہے۔ کہ مانو یا نہ مانو۔

(۲) پھر سنہ ۱۹۲۳ء میں دوسری مرتبہ حضرت نبی کریم صلعم کو خواب میں دیکھا۔ کہ آپ گھوڑے پر سوار ہیں۔ جوان عمر ہے۔ سیاہ داڑھی ہے۔ اور میدان میں گویا جنگی لباس میں ملبوس ہیں۔ جا رہے ہیں۔ مگر میرے دل میں ڈالا گیا۔ کہ یہ خلافت ثانیہ کی صداقت کا نشان ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل، صورت، عمر وغیرہ بالکل خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ جیسی تھی۔

(۳) میر عابد علیشاہ صاحب نے سنہ ۱۹۱۳ء میں بیان کیا۔ کہ حضرت میاں محمود احمد صاحب جب حج کو تشریف لے گئے تھے۔ تو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ یہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ دعا کرو۔ کہ میاں محمود احمد صاحب بخیریت واپس تشریف لے آئیں۔ یہ بھی میر صاحب نے بیان کیا۔ کہ میں نے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ سے عرض کی۔ کہ حضرت مخلوق کا رجحان انور پاشا آف ٹرکی کی طرف زیادہ ہے۔ اور حضرت میاں صاحب نے جو مضمون لکھا ہے۔ وہ لوگوں کی طبائع کے خلاف ہے۔ کیونکہ انہوں نے لکھا ہے۔ کہ انور پاشا کے ہاتھ سے ٹرکی تباہ ہوگا۔ حضرت خلیفہ اول نے فرمایا۔ کہ جو کچھ خدا تعالیٰ میاں صاحب کو علم دیتا ہے اور دیا ہے وہ مجھ کو نہیں۔

(۴) حضرت خلیفہ اول کی جب وفات ہوئی۔ تو حضرت مولوی سرور شاہ صاحب کے خسر صاحب میرے پاس تشریف لائے اور اطلاع دی۔ میں فوراً گاڑی کی طرف چلدیا۔ پلیٹ فارم پر پہنچتے ہی گاڑی آگئی۔ اور میں اس میں بیٹھ گیا۔ بابو غلام قادر میرے محلہ کا تھا اور لاہور میں ملازم تھا۔ اُس نے مولوی محمد علی صاحب کا ایک چھپا ہوا ٹریکٹ نکال کر سنانا شروع کیا۔ جو بڑا رنجدہ اور ایسی باتوں سے پُر تھا۔ کہ میرے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ مجھے بڑا صدمہ ہوا۔ کہ اِن لوگوں نے حضرت خلیفہ اول کی وفات سے پہلے ہی یہ ٹریکٹ طبع کر کے رکھوایا ہوا تھا۔ [illegible]

[illegible] اور حضور کی وفات کا انتظار کر رہے تھے۔ کیونکہ ٹریکٹ لاہور سے آ رہا تھا جس کی تصنیف طباعت اور اشاعت چند گھنٹوں کے قلیل عرصہ میں ناممکن تھی۔

سرپرستان الحکم کی خدمت میں گذارش

سکندر آباد دکن سے الحکم کے سرپرستوں کے نام پیام

— (از جناب حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی مدیر اعلیٰ الحکم کے قلم سے) —

"الحکم" کے قارئین کرام پر یہ امر واضح ہے۔ کہ الحکم کو زندہ رکھنے کے لئے خاکسار اور عزیز مکرم شیخ محمود احمد صاحب عرفانی کسقدر کوشش کر رہے ہیں۔ عزیز موصوف کی صحت ایک عرصہ سے خراب ہے۔ اور باوجود خرابیٔ صحت کے انہوں نے اس جھنڈے کو بلند رکھنے کی کوشش کی ہے جو اس کے باپ کے ہاتھ میں تھا۔ اور مجھے خدا تعالےٰ کے فضل و کرم پر بھروسہ ہے۔ کہ یہ جھنڈا بلند رہیگا۔ طبی مشورہ اور میرے اصرار پر وہ سکندر آباد کچھ آرام اور تبدیل آب و ہوا کے خیال سے آئے ہیں۔ اُن کی غیر حاضری کا اثر الحکم کی اشاعت پر پڑنا ضروری تھا۔ خصوصًا ایسی حالت میں کہ بعض خریداروں کی طرف سے انتہائی بے التفاتی ہو۔ میرے پاس انہوں نے بقایا داروں کی (جن میں بعض ناموں کو دیکھ کر مجھے افسوس نہیں صدمہ ہوا۔) ایک لمبی فہرست پیش کی ہے۔

زندہ قومیں اپنے مُردوں تک کو زندہ رکھتی ہیں۔ اور اب زندہ قوم کا اطلاق احمدی جماعت ہی پر ہے۔ کسقدر تعجب ہے۔ کہ الحکم جس کو (خدا کے برگزیدہ مامور مرسل نے اپنا بازو کہا) کی زندگی کو ختم کرنے کے لئے اپنے نادانستہ عمل سے ہم باعث ہوں۔ میں ان احباب کو فردًا فردًا اپنے بقایا ادا کرنے کی تحریک کا خیال رکھتا ہوں۔ سردست میں یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں۔ کہ عزیز مکرم محمود احمد عرفانی انشاء اللہ جلد قادیان پہنچکر الحکم کی باقاعدگی میں سعی کریں گے۔ جدید اور قدیم خریدار پریشان نہ ہوں۔ اور وہ الحکم کے ساتھ اس اصل اور نیت سے تعاون کریں۔ کہ

وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عصر سعادت کی یادگار اور ایک بازو ہے

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے اپنی تقریروں میں اس تعاون کی طرف توجہ دلائی ہے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ شکور خدا کے پرستار احمدی اپنے خادم قدیم کی آواز پر توجہ دیں گے۔ اور الحکم کو مضبوط کرنے میں تھوڑی سی قربانی سے مضائقہ نہ کریں گے ورنہ الحکم اپنے نام کے لحاظ سے انشاء اللہ غیر فانی ہے۔ اور ظاہری شکل میں بھی وہ قائم رہے گا۔ اور خدا تعالےٰ آپ ایسے سامان پیدا کر دیگا۔ اس لئے۔ کہ وہ اُس کے محبوب کا خادم ہے۔

ینگ ہارکسٹس کلب قادیان

صاحبزادہ مرزا مبشر احمد صاحب و صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب کی مشترکہ کوشش سے ینگ ھاکسٹس کے نام سے ایک کلب قائم ہے۔ اس کلب کے قائم کرنے کی غرض صرف یہی ہے۔ کہ جہاں ہم مرکز میں رہ کر اعلیٰ دینی تعلیم سے مستفیض ہو رہے ہیں اور غیروں پر قادیان کی درسگاہ کا بہترین اثر ہے۔ وہاں پر ہماری گیمز بھی اعلیٰ پایہ کی ہوں۔ ہر قوم کی تعمیری ترقی کے لئے گیمز اور سپورٹس اشد ضروری ہیں۔ نوجوانوں میں جرأت، بہادری اور رواداری کے جذبات پیدا کرنے کے لئے اِن سے بہتر کوئی طریق نہیں ہے۔

حال ہی میں ہماری کلب نے لاہور کا ٹور کیا۔ اس ٹور میں جو شاندار کامیابی ہمیں حاصل ہوئی۔ اس کا ذکر الفضل میں شائع ہو چکا ہے۔ ہمارے اس ٹور نے اس بات کو بخوبی روشن کر دیا ہے۔ اور پبلک کا بھی یہ خیال ہے۔ کہ اگر یہ کلب اپنی مساعیات کو اسی طرح جاری رکھیگا۔ تو وہ دن دُور نہیں۔ جبکہ یہ کلب قادیان کی عزت و شہرت کو کیا بلحاظ دین کے اور کیا بلحاظ سپورٹس کے چار چاند لگا دیگا۔ اسی کامیابی کے پیش نظر کلب نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ عنقریب دوسرا ٹور کیا جائے۔

دوسرا ٹور

جس کے متعلق بعد میں اعلان ہوگا۔ سردست یہ عرض کرنا ہے۔ کہ یہ ٹور پانچ اضلاع کا ہوگا۔ لاہور، فیروزپور، سیالکوٹ۔ گوجرانوالہ۔ گجرات۔ ہم ان اضلاع کے احمدی مدرسین سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ اگر وہ میچز کے لئے ہماری کسی قسم کی امداد فرما سکتے ہوں۔ تو اطلاع دے کر ممنون فرمائیں۔

لاہور کے ٹور میں جن کلبوں نے ہم سے میچز کھیلے ہم اُن کے ممنون ہیں۔ نیز وہ ہمارے خاص شکریئے کے مستحق ہیں۔ کہ انہوں نے ہماری انفرادی تبلیغ کو بھی بڑی خوشی سے سنا۔ اور قادیان آنے کا وعدہ فرمایا۔

اسی طرح راجہ بشیر احمد صاحب خلف جناب راجہ علی محمد صاحب افسر مال لاہور، سلطان احمد صاحب گجراتی ملک عزیز الرحمٰن صاحب و ملک فیض الرحمٰن صاحب برادران خورد جناب خادم صاحب گجراتی کے ہم ممنون ہیں۔ کہ انہوں نے خاص کوشش سے ہمارے میچز کا انتظام فرمایا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

جن بزرگانِ ملت نے ہماری مالی امداد فرمائی۔ ہم اُن کے بھی تہ دل سے شاکر ہیں۔ اور توقع رکھتے ہیں۔ کہ وہ آئندہ بھی حسب توفیق ہماری معاونت فرماتے رہیں گے۔ نیز جماعت کے دیگر ذی استطاعت اصحاب سے جو سپورٹس سے دلچسپی رکھتے ہیں درخواست ہے۔ کہ وہ بھی ہمارے کلب کی معاونت فرما کر ہماری ہمت افزائی فرمائیں۔ فقط

(محمد سلیمان عرفانی پروپیگنڈا اور ٹورنگ سیکرٹری)

خط و کتابت کا پتہ:۔ مرزا مجید احمد سیکرٹری ینگ ہاکسٹس کلب قادیان۔

آر، ایس ڈی کالج فیروزپور کا شاندار نتیجہ

امسال آر، ایس، ڈی، کالج کا نتیجہ صوبہ پنجاب بھر میں شاندار رہا ہے۔ اور بی۔ اے کا نتیجہ ۶۷ فیصدی ہے۔ اخراجات کے لحاظ سے بہت ہی سستا کالج ہے۔ پرنسپل صاحب مسٹر پی۔ دی۔ نگل ایک فیاض اور رحم دل ہستی ہیں۔ آپ غریب طلباء کو فیس کی پوری رعایت دیتے ہیں۔ اور کالج میں ڈرمیٹری مفت عطا کرتے ہیں۔ ہوسٹل کا داخلہ بھی معاف کر دیتے ہیں۔ ہر مذہب کے طلباء کو یکساں رعایت دی جاتی ہے۔ تھرڈ ایئر کا داخلہ ۲۶ ستمبر سے شروع ہے۔ اور فورتھ ایئر کا داخلہ بھی ساتھ ہی شروع ہوگا۔ غریب طلباء کے لئے نادر موقعہ ہے۔

ایک خیر خواہ:۔ مبارک احمد سٹوڈنٹ بی۔ اے

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ کے ارشادات

ایمان کے حصول کے ذرائع

اوّل۔ صبر کرے۔ صبر کے معنی ہیں مصائب کے اوقات میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرے۔ شہوت کے مقابلہ میں حلم، مصائب کے مقابلہ میں شجاعت غرض ہر بدی کو ترک کرنا اور ہر نیکی کو لے کر اُس پر جمے رہنا حرص اور طمع کے مقابل میں شجاعت سے کام لے۔ جلد بازی کے مقابلہ میں دور اندیشی سے کام لے۔

دوم:۔ اگر کسی بدی کا کوئی موقعہ آیا ہے۔ تو اُس بدی کو کسی احسن تدبیر سے ہٹا دینا۔ اور اس بدی اور اس کے شر سے بچ جانا۔

سوم:۔ جو کچھ خدا تعالےٰ نے دیا ہوا ہے۔ اس میں سے خواہ جسمانی طاقت ہو۔ خواہ مال کی طاقت ہو۔ آنکھ سے ہو سکے۔ زبان سے ہو سکے۔ قلم سے ہو۔ غرض جسطرح بن پڑے اور جس چیز کی ضرورت ہو اس کو خرچ کرے۔ مگر محض اللہ کی رضا کے لئے۔

چہارم:۔ وہ افعال و اقوال جن سے حق اللہ اور حقوق العباد کا کوئی حصہ نہیں نکلتا انکو ترک کر دیں یعنی دینی یا دنیوی فوائد سے بے بہرہ امور سے الگ رہنا۔ یعنی اعراض عن اللغو کرنا چاہیئے۔

پنجم:۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا اور خود بھی عامل ہونا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکالمہ مابین آقا و خادم

از جناب ماسٹر چوہدری محمد علی صاحب (اشرف ناصر احمدی)
پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ برم پور گدھڑیوالہ (ضلع ہوشیارپور)

تُو تھا ذاتِ باری سے انجان خادم　　مگر ہم نے دی تجھکو پہچان خادم
کئے تجھ پہ بے حد ہیں احسان خادم　　بنایا جو حیواں سے انسان خادم
مرے پیارے خادم میری جان خادم

تُو ہر بات سے مطلقاً بے خبر تھا　　ہاں خلعت میں انسان کی ایک خر تھا
جہالت کا پتلا بنا سربسر تھا　　یا انسانیت کا شجر بے ثمر تھا
مرے پیارے خادم میری جان خادم

تجھے رستہ انسانیت کا دکھایا　　تجھے اصلی معنوں میں انساں بنایا
تجھے علم قرآن ہم نے سکھایا　　ضروری تھا جو جو بھی کچھ وہ بتایا
مرے پیارے خادم میری جان خادم

کہا چھوڑ دو مطلقاً شرک و بدعت　　جو خالق ہے اس کی کرو بس عبادت
اگر اس طرح تم بنو نیک سیرت　　تو پاؤ گے تم دین و دنیا میں راحت
مرے پیارے خادم میری جان خادم

کرو نیک اعمال تم شد و مد سے　　نہ رکھو تعلق ذرا مردِ بد سے
بچو گے اگر بد خصائل کی زد سے　　تو پاؤ گے راحت خدا کی مدد سے
مرے پیارے خادم مری جان خادم

بنو صدق دل سے عزیزو مسلماں　　کہ تا تم سے راضی تمہارا ہو رحماں
کرو دین و دنیا کے طے سارے میداں　　تمہاری جو ہیں مشکلیں ہوں گی آساں
مرے پیارے خادم میری جان خادم

کرو نیکی مخلوق سے نیک بندے　　کبھی بھی تمہارے نہ ہوں کام گندے
سکھاؤ انہیں دیں جو ہیں دیکھے اندھے　　کہ تا اُن کے ہو جائیں سب نیک دھندے
مرے پیارے خادم میری جان خادم

ہاں پھر پھر کے دنیا میں قرآں سکھاؤ　　راہِ راستی سب کو جا کے بتاؤ
ہمیشہ یہی راگ ہر جا پہ گاؤ　　ارے لوگو! روٹھے خدا کو مناؤ
مرے پیارے خادم میری جان خادم

نبی کی شریعت یہ اب پھیل جائے　　ڈرو مت مصیبت بھی گر پیش آئے
مسائل شریعت کے جائیں سکھائے　　ہر اک بندہ توحید کا گیت گائے
مرے پیارے خادم میری جان خادم

سُنو گوشِ دل سے نصیحت پیارو　　نبی کی شریعت کے خدمتگذارو
بدی کی جو ہے میل دل سے اتارو　　غرض عاقبت اپنی تم یوں سنوارو
مرے پیارے خادم میری جاں خادم

نہ جائے کوئی ہاتھ سے ایسی ساعت　　کرو دین احمد کی جس میں نہ خدمت
اے اشرف ملیگی تری پھر شرافت　　اگر تم بناؤ گے گھر اپنا جنت ۔ ؎
مرے پیارے خادم مری جان خادم

خطا تھے مرے ہوش و اوسان مرشد　　میں تھا مطلقاً اس سے انجان مرشد
مجھے تو نے ہی بخشی پہچان مرشد　　جو لایا خدا پر میں ایمان مرشد
مرے پیارے مرشد میری جان مرشد

بتایا کرو اُس خدا کی عبادت　　کہ بخشی تمہیں جس نے انساں کی صورت
اُسی کی ہے پھیلی ہر اک جا پہ قدرت　　ہر اک بات سے جس کی ظاہر ہے حکمت
مرے پیارے مرشد میری جان مرشد

ہر اک شے کا خالق فقط وہ خدا ہے　　جو ہر جا پہ دنیا میں جلوہ نما ہے

ثمہ اس کی قدرت کا شمس الضحیٰ ہے　　جہاں دیکھو ملتا وہی جا بجا ہے
مرے پیارے مرشد میری جان مرشد

کرو اُس پہ تم جان و دل اپنا قرباں　　ہمیشہ جو کرتا ہے احساں پہ احساں
بنائے اُسی نے ہیں سب جنّ و انساں　　ہر اک شے میں قدرت ہے اس کی نمایاں
مرے پیارے مرشد مری جان مرشد

بنایا تمہیں نے مجھے نیک انساں　　وگرنہ میں رہ جاتا حیواں کا حیواں
بتایا کہ مالک تمہارا ہے رحماں　　اُسی کو رکھو تم عزیز از دل و جاں
مرے پیارے مرشد میری جان مرشد

تو بے شک ہے مولا زمانہ کا ہادی　　ہمیں مخلصی ہر بلا سے دلا دی ہو
خدا تک ہمیں راہ سیدھی بتا دی　　تمنا تھی جس کی وہ شے بھی دکھا دی
مرے پیارے مرشد میری جان مرشد

ہمیں کفر و بدعت سے تم نے بچایا　　ہر اک لفظ قرآں کا سچا بتایا
ہمیں کیدِ شیطاں سے تم نے چھڑایا　　ہے روئے منوّر خدا کا دکھایا
مرے پیارے مرشد مری جان مرشد

بلاشک ہے تو مظہرِ ذاتِ باری　　ہر اک بات سچی ہے مولا تمہاری
ہے دل میں بسی تیری صورت پیاری　　نہ ہرگز بھی چھوڑیں گے ہم تیری یاری
مرے پیارے مرشد مریجان مرشد

تُو اپنا پیارا حبیب خدا ہے ؎　　دکھائی ہمیں دے رہا مصطفٰے ہے
تو وُہ ہے جو فی حُلَلِ الانبیاء ہے　　نہ ہو کفر گر تو میں کہدوں خدا ہے
مرے پیارے مرشد مریجان مرشد

تجھے جس طرح تھا لکھا ویسے پایا ؎　　تو بے شک ہے فلکِ چہارم سے آیا
بروزِ محمدؐ خدا نے دکھایا　　چھپا جو بھی تھا راز تو نے بتایا
مرے پیارے مرشد مری جان مرشد

کٹھن جو تھے عقدے وہ سب تُو نے کھولے　　بلا سے نہ جب تک خدا تُو نہ بولے
پڑے ہر مخالف پہ لعنت کے رولے　　جنہیں نے اُڑے سوئے دوزخ بگولے
مرے پیارے مرشد مری جان مرشد

کہاں تک کروں تیری توصیف رہبر　　خدا نے ہے تجھکو بنایا پیغمبر
یقیناً تو ہے قدرتِ حق سراسر　　کیا تو نے اسلام ہے تازہ و تر
مرے پیارے مرشد مری جان مرشد

تو دنیا کو حق کی طرف ہے بلائے　　کروڑوں ہی مردے ہیں تو نے جلائے
ترے در سے خالی سوالی نہ جائے　　مراد اپنے دل کی جو ہو تجھ سے پائے
مرے پیارے مرشد مریجان مرشد

نہ بھولیں گے تیری کبھی مہربانی ؎　　ملی زندگی ہم کو ہے جاودانی ؎
عطا دین و دنیا میں کی کامرانی　　ہے لختِ جگر تیرا مولا نشانی
مرے پیارے مرشد مری جان مرشد

بتایا تھا جیسے وہی ہو بہو ہے　　ہاں اس گل میں تیرا ہی سب رنگ و بُو ہے
خدا نے بنایا اُسے خوبرو ہے　　وہ عالم میں جلوہ نما مُشکبُو ہے
مرے پیارے مرشد مری جان مرشد

وہ محمود ایدہ اللہ اشرف خلیفہ ہے ثانی　　دیا باغ توحید کو جس نے پانی
وہ کرتا ہے مخلوق کی پاسبانی　　مسیحا و مہدی کی ہے یہ نشانی
مرا پیارا مرشد مری جان مرشد